تھل میں شادی کی رسومات اور عصری رجحانات: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تجزیہ

Marriage Rituals in the Desert Areas of the Thal & Modern Trends A Survey in the light of Islamic Shariah

محمد بلال*

ڈاکٹر ضیاء الرحمن**

ABSTRACT:

Despite the fact that ever increasing dearness is the order of the day, extensive prodigality and extravagance is observed on the occasion of marriage in particular and on other ceremonies in general. As a consequence of this reckless approach, many people in the society have to encounter various problems. These seemingly important and in reality absurd rituals and customs are a great panic for the poor and so-called average class of the society. It is our social and moral responsibility to try to eradicate such obnoxious customs because those who follow and advocate such stupid practices have to be answerable for the misery of the affected population by those non-Islamic and unreasonable practices. The marriage rituals in the desert areas of the Thal include "KharaGana", "breaking the lid of the earthen pitcher", "Sehra-Bandi (Garlanding)", "knife to be kept in hand by the groom" and "sprinkling of grains of barley, bills of currency and pieces of sweet-meat upon the couple especially the groom". The current study highlights the Islamic status of these rituals and also throws light upon them in the social and economic perspective.

Key Words: Thal, Marriage of Rituals, Islamic Educations.

برصغیر بالخصوص پنجاب اپنے جغرافیائی خدوخال کے باوصف ہمیشہ سے ہندوپاک میں تجارت یا قبضے کی غرض وغایت سے آنے والے لوگوں اور اقوام کی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے اس علاقے پر ہونے والی پہلی لشکر کشی اور اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر غارت گری آریاؤں کے ہاتھ ہوئی جو نہ صرف یہاں کے اصل مکینوں کی ان کے آبائی علاقوں سے ہجرت کا باعث بنے بلکہ ایک طویل عرصے تک وادی سندھ کی زرخیزی سے متاثر ہو کر یہیں قیام پزیر ہو گئے۔ یہی سرزمین تھی جہاں انہوں نے ابتدائی وید مرتب کیے اور اس طرح برصغیر میں ہندومت کی بنیاد پڑی جو یہاں کا قدیم ترین اور باقاعدہ غیر وہبی مذہب قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان کے طویل عرصے تک قیام نے دریائے سندھ کے کناروں پر رہنے والے لوگوں کی زندگیوں میں ان کے اعتقادات اور نظریات کی ایسی گہری چھاپ لگادی جو آج بھی بہت سے حوالوں سے اسی طرح قائم دائم ہے جیسے ازمنہ قدیم میں تھی۔ دریائے سندھ اور چناب کی درمیانی پٹی پنجاب کے پانچ دوآبوں میں سب سے بڑے دوآبے سندھ ساگر کے تقریباً سارے جنوبی حصے کا احاطہ کرتی ہے۔ اس ریگستانی پٹی میں بھی ہندو تہذیب وثقافت کی تاریخ زمانہ قدیم سے لیکر پاک وہند کی تقسیم تک طویل ہے یہی وجہ

*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, the Islamia University, Bahawalpur.
Email: bilalmadni470@gmail.com
**Associate Professor, Department of Islamic Studies, the Islamia University, Bahawalpur.

ہے کہ تھل میں شادی بیاہ، حمل وولادت، مرض، مرگ اور دیگر اہم مواقع پر ادا کی جانے والی رسومات میں ہندومت کا اثر خاصا گہرا نظر آتا ہے کہیں کہیں یہ اثرات اعتقادی معاملات کو بھی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ مسلمانوں کے عہد زوال اور پاکستان کے قیام سے پیشتر کے دور اپنے میں ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کی سیاسی مغلوبیت اور معاشی کمزوری نے بھی ہندوؤں کی رسومات اپنائی جانے کی راہ ہموار کی ہے۔[1]

تھل کے باشندوں میں ان معاشروں کی پیداوار کے علاوہ معیوب رسم ورواج کا ایک باعث مسلک سے انحراف اور خودساختہ نظریات کی تقلید بھی ہے۔ بڑی تعداد میں لوگوں نے جہالت اور کج فہمی کے نتیجے میں مذہب کی تعلیمات کے قطعی بر عکس معیوب اور نقصان پہنچانے والی رسم ورواج کو مذہبی سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ لوگوں کے غیر شرعی رسوم پر مسلسل عمل نے اس حد تک ان کی عادت ڈال دی ہے کہ باطل رسم ورواج کے مقابل کئی بار شرعی احکام کو ٹھکرا دیا جاتا ہے اس طرف بھی توجہ نہیں دی جاتی کہ آخر ان رسوم کو اپنانے میں مفادات کیا ہیں۔ تھل میں بیشتر لوگ اس نظریے کے حامل ہیں کہ بیٹی اور بیٹے کی شادی کی رسومات ادا کرنے کی فکر میں حج جیسا فریضہ مؤخر کرنا روا ہے ۔لاکھوں روپے کی اضافی مالیت موجود ہونے کے باوجود حج سے محروم رہتے ہیں اور اپنے آپکو غریب تصور کرتے ہیں۔ اسی طرح ان رسومات میں ترمیم بہت ضروری ہے جن کی بدولت حقوق العباد کی پامالی ہو رہی ہے یا بے حیائی اور فحاشی فروغ پا رہی ہے۔ مراثی اور لڑکیوں کا بھیس بدلے ہوئے لڑکے سب کے سب مضر رسوم کی ذُرّیت ہیں۔ بد قسمتی سے مسلمانوں میں جس شرح کے ساتھ یہ لوگ، دورِ حاضر میں شامل ہیں شاید سکھوں اور ہندوؤں میں اتنی تعداد کیساتھ نہیں ہونگے۔

کھارا گانا:

دولہا کو نہلانے اور کپڑے پہنانے کی رسم کو کھارا گانا کہا جاتا ہے۔ اس دوران کچھ غیر شرعی رسومات کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً دولہا اولاً قمیص اور شلوار سمیت غسل کرتا ہے۔ پھر قمیص اتار لی جاتی ہے اور شلوار سمیت خوب پانی بہایا جاتا ہے۔ اس دوران اکثر باراتی دولہا کے قریب کھڑے ہو جاتے ہے کچھ خدمت میں مصروف اور کچھ نظارہ کرنے میں مگن رہتے ہے۔ دریں اثنا شلوار تر ہونے کی وجہ سے خوب جسم کے ساتھ چپک جاتی ہے اور دولہا کا دبر، قبل اور شرمگاہ کی وضع قطع صاف طور پر باراتیوں کو نظر آرہی ہوتی ہے گویا سفید اور باریک شلوار اور کپڑوں پر پانی پڑنے سے سب کچھ نظر آتا ہے عامتہ الناس غسل کے دوران ناف سے نیچے ایک بالشت کپڑا ڈھلک جانے کو بھی قبیح خیال نہیں کرتے[2]۔ مندرجہ بالا صورت حال کے مطابق لوگوں کے سامنے کھڑا ہونا اور انکا دیکھنا ناجائز اور گناہ ہے۔ ستر دیکھنے کے متعلق بہت ہی وعیدات وارد ہوئی ہیں۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ، وَلَا مَيِّتٍ»[3]

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اے علی نہ اپنی ران کھولو اور نہ کسی مردہ اور زندہ کی ران دیکھو۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ[4]۔ رسول ﷺ نے فرمایا ننگے ہونے سے بچو۔

چھونڑیں توڑنا:

کھارا گانا کی طرح دوسری غیر شرعی اور ہندوؤں کی رسومات کے مماثل رسم یہ ہے کہ دولہا جس گھڑے سے غسل کرتا ہے غسل کرنے اور کپڑے وجوتا پہننے کے بعد اس گھڑے کا سرپوش یا ڈھکن مقامی زبان میں جسے چھونڑیں کہتے ہیں اوندھا کر کے کچھ پیسے نیچے رکھ کر کسی

سخت جگہ پر رکھ دیتے ہیں جسے دولہا اپنے پاؤں سے خوب زور لگا کر توڑتا ہے۔ جملہ تماشائی صاحبان بآواز بطور شکرانہ اللہ اللہ کہتے ہیں[5]۔ اس رسم جاہلیت میں متعدد خرابیاں و نقصانات ہیں: ایک تو بلاوجہ برتن توڑنا حرام ہے کیونکہ ایک قیمتی اور ضرورت کی چیز کو ضائع کرنا ہے۔ سرپوش کے نیچے نقدی رکھنا بھی ناجائز کیونکہ بعض اوقات ٹھیکریوں پر زور سے پاؤں مارنے سے نوٹ کٹ کر ضائع ہو جاتے ہیں اور تضیع مال حرام ہے۔ نوٹوں پر مقدس تحریر و نقش کی بھی بے حرمتی ہے۔ کئی نوٹوں پر گورنر کے دستخط کے مقام پر سعید احمد لکھا ہوا دیکھا۔ احمد، نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک ہے اسے پاؤں سے روندنا اوراس پر جوتا مارنا کتنی عظیم بدبختی وخانہ بربادی ہو گی۔ تھل میں رواج ہے کہ جب کسی اہم کام کی تکمیل ہو جائے تو سب لوگ یک زبان ہو کر بطور شکرانہ نعرہ تکبیر لگاتے ہے۔ برتن توڑنے پر نعرہ تکبیر بلند کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ مقام شکر کرنے کا نہیں بلکہ گناہ اور نقصان کرنے پر اِنّا لِلہ وِ اِنّا اِلَیہِ راجِعُون اور استغفر اللہ پڑھنے کا مقام ہوتا ہے۔

سہرابندی:

کچھ لوگ ہر سہرا باندھنا ناجائز کہتے ہیں اور بر سر مجلس دولہا کے سر سے اتروا کر پھینکنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ ہر سہرا کے کرنے اور باندھنے پر حرمت کا حکم صادر فرمانا سراسر جہالت اور تعصب ہے۔

الحلاَلُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَالحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ۔[6]

ترجمہ: جس چیز کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اچھا بتائیں وہ اچھی ہے، جسے برا فرمائے وہ بری اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اسکی خوبی نکلے نہ برائی وہ اباحت اصلیہ پر رہتی ہے، اس کے فعل وترک میں نہ ثواب اور نہ عتاب۔

بالجملہ خلاصہ یہ ہے کہ سہرا نہ شرعاً منع ہے نہ ضروری یا مستحب، بلکہ ایک دنیوی رسم ہے۔

دولہا کے ہاتھ میں چھری:

عام طور سہرابندی کے بعد دولہا کے ہاتھ میں چھری دی جاتی ہے جو ایک خوبصورت سرخ رنگ کے کپڑے وغیرہ میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ سہرابندی کے وقت سے لیکر شام تک دولہا لازمی طور پر اسے اپنے پاس رکھتا ہے اب چھری کی جگہ آہنی عصا ہاتھ میں پکڑنے کا بھی رواج شروع ہو گیا ہے۔ چھری اور آہنی عصا ساتھ رکھنے کی غرض فقط ایک ہی بتائی جاتی ہے کہ ہاتھ میں چھری وغیرہ ہو تو جنات اور بھوت حملہ آور نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی آدمی دو چار کلومیٹر کے فاصلہ پر کچا گوشت لیکر جارہا ہو تو اس میں لوہے کی کوئی چیز یا کوئلہ رکھتے ہیں تاکہ گوشت اٹھانے والے کو بھوت اور جنات نہ چمٹ جائیں[7]۔ یہ سب ناجائز رسمیں ہیں۔ اگر دولہا یا گوشت اٹھانے والے یا کسی اور پر جنات کا خطرہ ہو تو دولہا اور گوشت اٹھانے والا آیتہ الکرسی یا تعوذ پڑھ لیں انشاء اللہ جنات حملہ آور نہیں ہونگے کیونکہ قرآن ایک بہترین محافظ ہے۔ اگر دولہا خود نہیں پڑھ سکتا تو اس پر کوئی اور آدمی پڑھ کر دم کر دے اگر کوئی شخص سوتے وقت آیتہ الکرسی پڑھ لے تو رات بھر دو فرشتے اسکی حفاظت کرتے ہیں[8]

دولہا اور دلہن پر پیسے اور جو نچھاور کرنے کی رسم:

شادی کے موقعہ پر ادا کی جانے والی غیر شرعی اور جاہلانہ رسومات میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ جب دلہن والدین کے گھر سے روانہ ہوتی ہے تو گھر کے دروازہ سے نکلنے کے دوران قریبی رشتہ دار عورت اس کے سر پر جوَیا پیسے نچھاور کرتی ہے۔ باراتیوں میں سے بچے اور

غریب لوگ پیسے چُن لیتے ہیں۔ یہ دونوں رسمیں ناجائز ہیں۔ پیسے نچھاور کرنے کی رسم تو اس لیے ناجائز ہے کہ زیادہ تر جو پیسے وارے جاتے ہیں وہ کافی تعداد میں نالیوں اور ریت میں گم ہو جاتے ہیں۔ پیسوں کو چننے کے لئے غریب لوگ سبقت کرتے ہیں جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو دھکے بھی دیتے ہیں اور کسی کو چوٹ لگ سکتی ہے بعض اوقات ایک نوٹ دو آدمیوں کے ہاتھ میں آجاتا ہے تو ہر ایک آدھا آدھا نوٹ لیجاتا ہے۔ کوئی نوٹ اور سکہ اس چیز سے خالی نہیں کہ اس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو بعض اوقات نوٹوں پر نہایت ہی واجب التعظیم مقدس کلمات اور نقش ہوتے ہیں اور ایسے نوٹ غلاظت والی نالیوں میں گر جائیں یا پامال ہوں تو کتنی توہین اور جرم ہو گا۔ بہر حال پیسے ہوں یا اناج، اس طرح پھینکنے کے نہ صرف بہت سارے نقصانات ہیں بلکہ یہ صریحاً فضول خرچی ہے[9]۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ[10]۔

ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف اور ناجائز خرچ کو تبزیر کہتے ہیں، تبزیر اسراف سے زیادہ بری ہے اس لیے تبذیر پر سخت وعید آئی ہیں، نوٹ اڑانا اور جو پھینکنا بھی تبذیر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ المَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ[11]۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین کاموں کو ناپسند فرمایا۔ فضول باتیں کرنا۔ مال کو ضائع کرنا۔ بہت زیادہ سوال کرنا اور مانگنا۔

مٹھائی نچھاور کرنا:

بعض برادریوں میں ایک غلط وناجائز رسم بھی ہے کہ کھارا گانا کے بعد دولہا پر مٹھائی نچھاور کی جاتی ہے، حالانکہ اس طرح مٹھائی نچھاور کرنے میں بہت خرابیاں ہیں: اکثر مٹھائی ریت میں مل کر ضائع ہو جاتی ہے۔ اشیاء خوردنی کی توہین ہے۔ آئے ہوئے مہمانوں کو مٹھائی پیش کرنے کا ہتک آمیز طریقہ ہے۔ علاوہ ازیں زلف کشائی کے موقع پر بھی مٹھائی کی ہولی کیجاتی ہے۔

بلاعذر اجنبی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا:

بلاعذر اجنبی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا منع ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ[12]۔ مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ»[13]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھنے والے پر اور جس پر نظر کی گئی دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

زنان خانہ میں دولہا، سبالا یعنی اس کا محافظ اور تیسرا مرد سلامی لکھنے والا، ان سب کا عورتوں کے پاس جانا اور ان تینوں کو دولہا کی سالی کا کھانا کھلانا اور کھانے کے بعد بطور کھلاوا سالی کا ان سے پیسے لینا بہت بڑا گناہ، بے حیائی اور فتنے کا دروازہ کھولنا ہے۔ اس موقعہ پر شادی والوں کے گھر میں آئی ہوئی عورتیں سب کی سب دولہا کو بڑی ہی چاہت سے دیکھتی ہے اور دولہا بھی انہیں دیکھتا رہتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث پاک کی روشنی سے سب کے سب لعنتی ہوئے۔ تنہائی میں عورتوں کا دیکھنا اور انکے پاس جانا بہت بڑا گناہ ہے۔

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لاَ تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ، قُلْنَا: وَمِنْكَ؟ قَالَ: وَمِنِّي، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ.[14]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے خون کے دوران کے ساتھ گردش کرتا ہے۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ سے بھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے بھی مگر اللہ نے میری مدد فرمائی کہ وہ اسلام لایا۔

جس طرح مرد کیلئے اجنبی کو بلا عذر قصداً دیکھنا جائز نہیں اسی طرح عورتوں کیلئے بھی جائز نہیں کہ غیر مرد کو دیکھے چنانچہ:

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَيْمُونَةُ إِذْ أقبل ابْن مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟[15]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں، میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما حاضر تھیں تو حضرت عبداللہ بن مکتوم آپ ﷺ کی بارگاہ میں آگئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو فرمایا پردہ کر لو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ وہ تو نابینا ہے ہمیں نہیں دیکھیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اندھی ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی۔

نبی ﷺ نے جب نابینا کو دیکھنے سے منع فرمایا تو بینا کو دیکھنا کیونکر جائز ہو گا؟ سالیوں وغیرہ کا بہنوئی سالا اور اسلامی دینے والوں کی فہرست تیار کرنے والا، ان تینوں سے پردہ لازمی ہے بشرطیکہ سالا محرم نہ ہو اور ہنسی مذاق کرنا تو مزید بے حیائی اور فتنہ ہے۔

ساس کا داماد کو بطور تحفہ سونے کی انگوٹھی پیش کرنا:

دولہا کو خوش دامن یا کوئی اور اگر سونے کی انگوٹھی پیش کرے تو اسکا پہننا حرام ہے۔ مسلسل پہننا یا ایک لحظہ کیلئے پہننا برابر کا حکم رکھتا ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ[16]۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا پھر فرمایا تم میں سے کوئی شخص جہنم کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

عروسی لباس:

اکثر و بیشتر عروسی لباس اتنا باریک ہوتا ہے کہ دوپٹے کے اندر سے دلہن کے بال، سر اور گردن واضح نظر آتے ہیں عام اوقات میں بھی عورتوں کا جو لباس ہوتا ہے 90٪ ایسا ہوتا ہے کہ زیب تن کرنے کے باوجود ان کا بدن و جسم خوب جھلک رہا ہوتا ہے اور صاف صاف اعضاء نظر آرہے ہوتے ہیں۔ مردانہ لباس بھی باریک ہونے کے لحاظ سے عورتوں کے لباس سے کم نہیں۔ گرمیوں میں لان، کاٹن، وغیرہ کی مردوں کیلئے جو ورائٹی دستیاب ہوتی ہے اتنی باریک، پتلی ہوتی ہے کہ مردوں کی رانیں صاف نظر آرہی ہوتی ہیں سارے بدن کا رنگ جھلک رہا ہوتا ہے اور جسم پر بال بھی دکھائی دے رہے ہوتے ہیں[17]۔ عروسی لباس کی بہت حفاظت کی جاتی ہے خصوصاً جلنے سے اسے ہر ممکن محفوظ رکھا جاتا ہے جلنے کی صورت میں بدشگونی لیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر دلہن کے لباس پر چنگاری بھی پڑ جائے تو پھر عمر بھر اس دلہن کا لباس آگ سے محفوظ

نہیں رہتا۔ عروسی لباس میں سرخ رنگ کو ترجیح دی جاتی ہے اور سیاہ رنگ سے بد شگون لیا جاتا ہے۔ دلہن کے بناؤ سنگھار کے وقت ایسی عورت کو قریب نہیں آنے دیا جاتا جو بیوہ یا بانجھ ہو چکی ہو اس کام کیلئے خوشحال عورت کا تعین نیک فال اور بد حال خاتون کا قریب آنا بد شگون سمجھا جاتا ہے[18] یہ نظریات عند الشرع کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

ناخن پالش:

سامان عروسی اور "وری سوئی" کا اہم جزو ناخن پالش ہے۔ اگر ناخن پالش "وری سوئی" میں نہ ہو تو اسے نامکمل سمجھا جاتا ہے۔ ناخن پالش کے استعمال میں ایک بڑی قباحت یہ ہے کہ ہاتھ اور پاؤں کے ناخنوں پر اسے لگانے سے اوران پر واٹر پروف مواد کی تہ جم جانے سے وضوء کا پانی ناخنوں تک نہیں پہنچتا۔ جب تک عورت ناخن پالش کو اپنے ناخن سے نہیں کھرچے گی اس وقت غسل اور وضو اسے حاصل نہیں ہو گا۔ لہذا اگر بازار میں ایسی ناخن پالش دستیاب ہے جو پانی کے لئے مانع نہیں تو اسے استعمال کرنا چاہیے اور اگر واٹر پروف کے علاوہ میسر نہیں تو پھر بہتر ہے کہ اسے استعمال نہ کیا جائے۔ اگر استعمال کریں تو وضو یا غسل کے وقت اس کو کھرچنا لازم ہو گا۔ غفلت کی صورت میں نہ نماز جائز، نہ مس قرآن۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعَرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فعل بها كَذَا وَكَذَا من النَّار[19]۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص غسل جنابت میں ایک بال بے دھوئے چھوڑے گا اس کے ساتھ ایسا ایسا کیا جائے گا یعنی عذاب دیا جائے گا۔

رونمائی اور دلہن کے محاسن و نقائص بیان کرنا:

شب زفاف کے بعد رونمائی کی قبیح رسم ادا ہوتی ہے۔ دلہن پلنگ یا چارپائی پر چہرہ اوڑھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ دولہا اور دلہن کے سب رشتہ دار، محارم اور غیر محارم عورتیں مرد اپنے پرائے سب کے سب باری باری دلہن کا چہرہ دیکھتے ہیں اور دلہن کو کچھ نقدی دیتے ہیں۔ اسے "منہ ڈکھاوی" کہتے ہیں بعد ازاں دلہن اپنے رخ سے نقاب ہٹا لیتی ہے[20]۔ جو عورتیں دلہن کا چہرہ دیکھ کر واپس جاتی ہیں ایک گناہ وہ بھی کماتی ہیں۔ اپنے خاوند سے دلہن کا حسن و جمال خوب بیان کرتی ہیں یا دلہن بد صورت ہو تو پھر اس کے عیب، نقص و بد صورتی بیان کرتی ہیں حالانکہ عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی اجنبی عورت کا حسن و جمال یا بد صورتی اپنے خاوندوں سے بیان کریں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لاَ تُبَاشِرُ المَرْأَةُ المَرْأَةَ، فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا[21]۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے۔ پھر وہ عورت اس کا حال اپنے خاوند سے بیان کرے گویا یہ اسے دیکھ رہا ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلام دین فطرت ہے جس میں انسانی فطرت اور ہر علاقے کی تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے۔ غیر محسوس انداز میں ہم بہت سے ثقافتی و سماجی وطیروں کو، جنہیں اپنانے کی ہماری اقدار کسی طرح بھی اجازت نہیں دیتیں، سوچے سمجھے بغیر نسلاً بعد نسلاً رائج ہونے کی بنیاد پر قبول کرتے ہیں یا اَلنّاس عَلٰی دِینِ مُلُوکِھِم کے مصداق معاشرے میں بظاہر اثر رسوخ کے حامل افراد یا طبقات کی نقالی

کرتے ہوئے ہم فراموش کر دیتے ہیں کہ یہ انداز واطوار ہماری روایات، افکار اور مذہب کی روشنی میں قطعی طور پر درست قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر علاقے میں ایسی رسومات، توہم اور اعتقادات کثرت سے دیکھنے میں آتے ہیں جن کی جڑیں اسلامی اقدار کی بجائے ان اقوام اور ادیان ومذاہب سے جڑی ہوتی ہیں جو زمان ومکان کے مختلف دائروں میں برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کے افکار پر اثرانداز ہوئی ہیں۔ صدیوں کے باہم ربط نے جہاں بعض اچھی عادات وخصائل کو جنم دیا وہیں بہت سی قباحتیں بھی ماحول میں در آئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے میں رائج ان رسومات کو قرآن وسنت کی روشنی میں اپنائیں اور ان میں اعتدال پسندی کے پہلو کو نظرانداز نہ کریں۔

حوالہ جات

[1] وزیر احمد، تھل کی رسومات، نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، جامعہ ضیائے مدینہ، ضلع لیہ، 2011ء، ص21

[2] تھل کی رسومات، نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، ص40

[3] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابیٔ داؤد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، کتاب الحمام، باب النھی عن التعری، ج4، ص40، ح4015

[4] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی الاستتار عند الجماع، 5، ص112، ح2800

[5] تھل کی رسومات، نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، ص41

[6] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 199، ابواب اللباس، باب ماجاء فی لبس الفراء، ج3، ص272، ح1726

[7] تھل کی رسومات، نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، ص42

[8] الدر المنثور، ایاۃ اللہ العظیمی، بیروت، ج1، ص222-227

[9] تھل کی رسومات، نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، ص43

[10] بنی اسرائیل :27، 26

[11] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار الغرب الاسلامی، بیروت، کتاب الزکاۃ، ج2، ص124، ح1477

[12] نور:31، 30

[13] البیھقی، احمد بن حسین، السنن الکبری، ج7، ص99

[14] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب الرضاع، ج2، ص466

[15] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابیٔ داؤد، کتاب اللباس، ج4، ص63، ح4112

[16] القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب اللباس والذینۃ، ج3، ص1655، ح2090

[17] تھل کی رسومات، نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، ص48

[18] ایضا، ص49

[19] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابیٔ داؤد، کتاب الطہارۃ، ج1، ص65، ح249

[20] تھل کی رسومات، نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، ص51

[21] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب النکاح، ج7، ص38، ح5240